کراچی بچاؤ تحریک: عدم تشدّد کی جدوجہد (۱۹۴۷ـ۱۹۴۸)

The Save Karachi Movement 1947-48: A Non-Violent Struggle

محمد اسلم بروہی*

وقاص احمد کمبوہ**

Abstract

The 'Save Karachi Movement' had started in 1947, when the central government in newly born Pakistan had made Karachi the capital of the country and it was announced that the Karachi would be separated from Sindh province and the capital of the Sindh province would be moved to Hyderabad. This enraged the people of Sindh who perceived the decision of the central government as unjust. The Save Karachi Movement is considered as the first Sindhi ethno-nationalist movement in newly born Pakistan. Still there is very little written about this movement in Sindh and outside Sindh. So far, no proper academic research is conducted on this subject. This paper is an attempt to fill that gap in the academic literature. In this paper, the Save Karachi Movement is studied as a non-violent movement. Using the theory of non-violent action, it is explored in this research paper that what kind of methods and techniques of non-violent action were used in this movement to achieve the main object of saving Karachi from being separated from Sindh province. Moreover, the techniques used by the central government to diffuse the non-violent Save Karachi Movement are also discussed in this paper.

---

* لیکچرار (پاکستان اسٹڈیز)، گورنمنٹ ڈگری کالج شہداد کوٹ

** لیکچرار (اردو)، گورنمنٹ ڈگری کالج شہداد کوٹ

تلخیص

'کراچی بچاؤ تحریک' کا آغاز ۱۹۴۷ میں ہوا تھا، جب نوزائیدہ پاکستان میں مرکزی حکومت نے اِسے پاکستان کا دارالحکومت بنانے کا فیصلہ کیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ کراچی کو صوبہ سندھ سے الگ کیا جائے گا اور صوبہ سندھ کا دارالحکومت حیدرآباد میں منتقل کر دیا جائے گا۔ اس سے سندھ کے عوام میں اشتعال کی کیفیت پیدا ہوئی اور انہوں نے اس فیصلے کو ناانصافی پر مبنی سمجھا۔ 'کراچی بچاؤ تحریک' کو پاکستان میں پہلی سندھی نسلی بنیاد پر مبنی تحریک سمجھا جاتا ہے۔ ابھی بھی اس تحریک کے بارے میں سندھ اور سندھ سے باہر بہت کم تحاریر موجود ہیں۔ اس موضوع پر کوئی مناسب علمی تحقیق بھی نہیں کی گئی ہے اور یہ تحقیقی مقالہ ادب میں اس خلا کو پُر کرنے کی ایک کوشش ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے عدم تشدد پر عمل پیرا 'کراچی بچاؤ تحریک' کو باز رکھنے کے لئے جو اقدامات پر بھی اس مضمون میں تبادلہ خیال کیا گیا ہے۔ نظریہ عدم تشدد دنیا میں تیزی سے زیادہ سے زیادہ توجہ حاصل کر رہا ہے۔ لہذا، یہ ضروری ہے کہ پاکستان کی پہلی عدم تشدد کی تحریک کا مطالعہ کیا جائے۔

نظریہ عدم تشدد

عدم تشدد ایک ایسے عمل یا طریقے کا نام ہے جو کسی بھی قسم کی پُر تشدد سرگرمی سے کوسوں دور ہو۔ اس عمل میں بغیر کسی کو نقصان پہنچائے تحریک کی حمایت میں عوامی رائے عامہ کو ہموار کیا جائے۔(۱) جین شارپ نے عدم تشدد پر مبنی سرگرمیوں کی مختلف تحاریک کے معاملات کا بغور جائزہ لیا ہے اور ان مشاہدات کی روشنی میں انہوں نے ایک سو سے زائد عدم تشدد پر مبنی حربوں کو متعارف کروایا ہے اور ان تمام حربوں کو چار بڑے گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن میں احتجاج اور قائل کرنے کا عمل، معاشی عدم تعاون (بائیکاٹ اور ہڑتالیں وغیرہ)، سیاسی عدم تعاون اور غیر مسلح جدوجہد شامل ہیں (۲)۔

احتجاج اور قائل کرنے کے حربے میں عوامی مظاہرے، نعرے بازی، بینر، پوسٹر، کتابچے، کتابیں، پرچے اور تمام دکھائی دینے والے پیغامات آجاتے ہیں۔ ان تمام عوامل کے علاوہ احتجاج، احتجاجی نغمے، مارچ، جلسے جلوس، مذہبی جلوس، پریڈ، سیاسی سوگ، سماجی نافرمانی، شاگردوں کی ہڑتال، تمام افراد کا عدم تعاون، احتجاجی ہجرت وغیرہ بھی احتجاج اور قائل کرنے والے گروہ میں شامل ہیں (۳)۔ معاشی عدم تعاون (بائکاٹ اور ہڑتالیں) میں گاہکوں کا خریدنے سے انکار، شہریوں کا محصولات ادا کرنے سے انکار، کسانوں کی ہڑتال، اور

قیدیوں کی ہڑتال وغیرہ شامل ہیں۔ سیاسی عدم تعاون کے زمرے میں سیاستدانوں کا بائیکاٹ، الیکشن کا بائیکاٹ، عدلیہ کا بائیکاٹ، حکومت سے عدم تعاون اور حکومتی نافرمانی جیسے عوامل آ جاتے ہیں۔ غیر مسلح جدوجہد بھی عدم تشدد پر مبنی عمل ہے، جس میں عدم تشدد پر مبنی مداخلت، عدم تشدد پر مبنی رکاوٹ اور احتجاجی پڑاؤ جیسے حربے شامل ہیں۔ (۴) عدم تشدد پر یقین رکھنے والے کارکنان عموماً ان ہی طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے تحاریک کے اغراض و مقاصد حاصل کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا طریقوں کے علاوہ عدم تشدد پر مبنی جدوجہد کی بہت سی ذیلی اقسام بھی ہیں جو کسی کو کسی بھی طرح کا جسمانی، مالی اور سماجی نقصان نہیں پہنچاتیں۔ ان میں فرضی انتخابات، غیر ملکی تنظیموں سے برخاستگی، غیر سنجیدہ سیاسی چالیں، تعلیمی اداروں میں پڑھائی کے عمل سے انکار، بینکوں سے رقوم نکلوانا، حکومت کرنے کے لئے کام کرنا، ججوں کا عدم تعاون، اثاثوں کا چھین لینا اور خفیہ ایجنٹس کی شناخت ظاہر کرنے جیسی حکمت عملیاں شامل ہیں (۵)۔ ان تمام طریقوں میں کسی بھی قسم کا جسمانی تشدد شامل نہیں ہے۔ (۶) عدم تشدد کے طریقوں سے ہٹ کر یہ تحاریک روزمرہ سرگرمیوں سے بالکل مختلف ہونے کے ساتھ ساتھ ایک روایتی سیاسی کارروائی بھی ہیں (۷)۔ عدم تشدد تحاریک کے طریقے اور حکمتِ عملی پُر تشدد تحاریک سے بالکل مختلف ہیں اور شارپ نے بھی اس عدم تشدد پر مبنی تحاریک کی تائید کرتے ہوئے اسے پُر تشدد عمل کے مقابلے میں کوئی بھی انقلابی تبدیلی لانے کے لئے نظام حکومت کو للکارنے میں ایک نہایت موثر حکمت عملی سے تعبیر کیا ہے۔ عدم تشدد کے عمل میں کسی قسم کے جسمانی تشدد کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مار پیٹ، گولی مارنا، بم پھاڑنا، گرفتار کرنا، تشدد کرنا، زخمی کرنا اور جان لے لینا وغیرہ۔ یہ تحاریک لابنگ، الیکشن مہم اور ووٹنگ جیسے کسی بھی قسم کی معمول کے مطابق سیاست کا حصہ بھی نہیں ہوتیں۔ (۸) اسی وجہ سے روایتی سیاسی عمل کو عدم تشدد کی تحاریک میں شمار نہیں کیا جاتا اور اسے بالکل الگ سمجھا جاتا ہے۔

عدم تشدد تحاریک کا ایک اہم پہلو بدزبانی بھی ہے۔ کیا بدزبانی کو کسی حد تک جذباتی تشدد سمجھا جانا چاہیے۔ (۹) عوامی مارچ اور ریلیوں کے دوران بہت سے عدم تشدد پر یقین رکھنے والے کارکنان اس قسم کے رویے اختیار کر لیتے ہیں اور مختلف قسم کے نعرے بلند کرتے ہیں جو کہ کسی نہ کسی طرح بدزبانی کے زمرے میں آجاتے ہیں۔ بہت سے احتجاجوں میں بدزبانی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ شارپ طعنہ زنی کو عدم تشدّد کے عمل

کا ایک طریقہ سمجھتے ہیں۔(۱۰)اس معاملے میں شارپ کا خیال عقلی دلائل پر مشتمل ہے جب وہ سوال کرتے ہیں کہ کیا کسی کارکن کی بدزبانی سے کسی تحریک یا جدوجہد کو کوئی خاص اثر پڑتا ہے یا نہیں۔(۱۱)دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شارپ کے خیال میں بدزبانی کو ایک عدم تشدد پر مبنی طریقے میں شمار کیا جاتا ہے مگر اخلاقی اعتبار سے کسی بھی تحریک میں بدزبانی کا استعمال انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے۔

ان تمام خیالات کے علاوہ شارپ، گاندھی کے تاثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گاندھی کے خیال میں بھی ایک جدوجہد یا تحریک میں بدزبانی کا عنصر غیر منطقی ہے اور گاندھی کی ستیا گرہا تحریک بھی بدزبانی کے استعمال کی مخالفت کرتی ہے۔(۱۲)مارٹن بدزبانی کو عدم تشدد کے نظم وضبط میں ایک بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ان کے مطابق اس قسم کے بدزبانی کے واقعات پرامن کارکنان پر تشدد کئے جانے کی صورت میں پیش آنے والے عوامل کے نتیجے میں زیادتی کرنے والوں کا خیال تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں (۱۳)۔یہی ایک بڑی وجہ ہو سکتی ہے کہ گاندھی اور مارٹن لوتھر کنگ جونیئر نے اپنی تحاریک میں بدزبانی کا استعمال نہیں کیا۔گاندھی کے ہم عصر اور ایک عدم تشدد کے نظریئے کے حامی گریگ بھی بدزبانی کو ایک عدم تشدد تحریک کا حصہ نہیں سمجھتے۔اس امر سے یہ بات واضح ہے کہ زیادہ تر عدم تشدد پر یقین رکھنے والے رہنماؤں نے اپنی جدوجہد میں بدزبانی کا استعمال نہیں کیا اور وہ ان خیالات کے مخالف بھی رہے ہیں۔

جیو۔جتسو(Jiu-Jitsu) کا تصور

اصل میں جیو۔جتسو کی اصطلاح جاپان میں متعارف کروائی گئی۔(۱۴)اس اصطلاح کو مختلف تحاریک کے دوران اپنے بچاؤ کے طریقے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔حقیقت میں جاپانی مارشل آرٹ میں مخالف سے بچاؤ کے بیش بہا طریقوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔رچرڈ گریگ نے لفظ اخلاقی (مورل) جیو جتسو استعمال کیا ہے جس میں ایک نئی اصطلاح کو مختلف معنی میں ڈھال کر بیان کیا گیا ہے۔(۱۵) جین شارپ نے اس اصطلاح میں لفظ پولیٹیکل کا اضافہ کرکے ایک نئی اصطلاح پولیٹیکل جیو۔جتسو متعارف کروائی۔ان دونوں اصطلاحات کا معنی اور مقاصد ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔(۱۶)

پولیٹیکل جیو۔جتسو

شارپ کا پولٹیکل جیو۔جتسو کا خیال عدم تشدد کی تاثیر پر مرکوز ہے جو عوامی سوچ پر گہرا اثر چھوڑتی

ہے۔(۱۷) پولیٹیکل جیو۔جتسو کے اثرات اکثر اوقات عوامی ہمدردیوں کی صورت میں مخالفوں کے خلاف دباؤ بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہے۔(۱۸) سیاسی جیو۔جتسو عدم تشدد کے طریقہ کار میں ایک اہم عنصر تصور کیا جاتا ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ عدم تشدد کا عمل عام حالات میں کیسے کام کرتا ہے۔ مزید یہ کہ سیاسی جیوجیتسو ایک خاص رجحان ہے جو پر تشدد جبر کے دوران بھی مظاہرین کو عدم تشدد کے رویے پر قائم رکھتا ہے۔ یہ عدم تشدد کے لئے کام کرنے والے کارکنان کے نظم وضبط، یکجہتی اور عزم سے وابستہ ہے۔اس کے علاوہ، سیاسی جیوجیتسو عمل میں عدم تشدد پر یقین رکھنے والے کارکنان مخالفین کی طرف سے کئے گئے بدترین جبر کو بے نقاب کرنے کا سبب بنتے ہیں۔اس کے نتیجے میں لوگوں کے نظریات میں تبدیلی آتی ہے اور تعلقات مزید مضبوط ہوتے ہیں جو عدم تشدد پر عمل پیرا کارکنوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتے ہیں۔(۱۹)ان تبدیلیوں سے عدم تشدد کے کارکنوں کی حمایت میں اضافہ ہوتا ہے اور پُر تشدد حربے استعمال کرنے والوں سے دستبرداری میں اضافہ ہوتا ہے۔ شارپ کے تحقیقاتی کام سے عدم تشدد کے میدان میں کسی مخمصے کو ختم کرنے اور اس سے عدم تشدد کے عمل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے(۲۰)۔

برائن مارٹن کہتے ہیں کہ سیاسی جیوجتسو بیرونی عناصر پر اثر انداز ہوتا ہے جسے شارپ سیاسی جیوَ۔جتسو کہتے ہیں اور مارٹن اس اثر کو بیک فائر(Back Fire)کا نام دیتے ہیں(۲۱)۔سادہ الفاظ میں اس کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے کہ جب پُرامن مظاہرین پُر تشدد حملوں کی زد میں آتے ہیں اور اس کے باوجود وہ عدم تشدد پر عمل پیرا رہتے ہوئے نظم وضبط کو برقرار رکھتے ہیں تو اس کے نتیجے میں عوام کے دلوں میں عدم تشدد پر عمل پیرا مظاہرین کے لئے زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل ہوتی جاتی ہے۔ سیاسی جیوجتسو کا اثر حملہ آور کو ایک ناگوار صورتحال کی طرف دھکیل دیتا ہے۔(۲۲) بہت عمدہ اضافوں کے باوجود شارپ کی عدم تشدد کی روایت میں چند پابندیوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ مارٹن نے چند ایسے معاملات پر بھی توجہ دی ہے جہاں نہ ہی سیاسی جیو۔جتسو کا اثر تیسرے فریق پر اثر انداز ہوا تھا اور ناانصافی پر عوامی رد عمل میں اضافہ ہوا تھا۔(۲۳) جیسا کہ مشرقی تیمور پر انڈونیشیوں کے حملے کا بین الاقوامی سطح پر بہت ہی کم اثر پڑا۔ اس معاملے نے ہی مارٹن کو عدم تشدد کی تحقیق کی عملی روایت کو وسیع کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس نے نہ صرف سیاسی جیوجیتسو کی توسیع کے طور پر بیک فائر(Back Fire)کا تصور پیش کیا بلکہ اس کے عوامی رد عمل کو کم کرنے یا بڑھانے

کے ہتھکنڈے بھی بیان کئے۔(۲۴)

بیک فائر(Back Fire)کا تصور

سیاسی جیو۔جتسو کے تصور کو آسان بنانے کی غرض سے مارٹن نے بیک فائر(Back Fire)کا تصور پیش کیا۔ جس میں ان معاملات کا بغور جائزہ لیا گیا جہاں پر تشدد حالات میں بھی کارکنوں نے عدم تشدد کی نظم وضبط کو برقرار رکھا لیکن پھر بھی سیاسی جیو۔جتسو کے اثرات حملہ آوروں کو کسی ناگوار حالات کی طرف دھکیلنے میں ناکام رہے(۲۵)۔اگرچہ شارپ نے ان مثالوں کی شناخت نہیں کی لیکن اسی تناظر میں مارٹن نے پرامن مظاہرین پر پر تشدد حملوں کی کچھ ایسی مثالیں پیش کی ہیں جس میں سیاسی جیئو جتسو عوام کے دلوں میں ہمدردی پیدا کرنے میں ناکام رہی(۲۶)۔۱۹۶۵ میں انڈونیشین افواج نے کمیونسٹوں کے خلاف ایک جان لیوا مہم کا آغاز کیا جس میں بہت سے کمیونسٹوں نے جان گنوائی اور بہت سی علمی شخصیات نے اس عمل کو نسل کشی کے طور پر لیا۔اس پورے معاملے میں انڈونیشیامیں اور دنیا بھر میں کم پیمانے پر رد عمل دیکھنے کو ملا(۲۷)۔

انڈونیشیا میں ۱۹۶۵ کے متاثرین نے تشدد کا جواب تشدد سے نہیں دیا تھا اور اسی امر نے مارٹن کو یہ احساس دلادیا کہ کچھ معاملات میں سیاسی جیو۔جتسو ناانصافی پر عوامی غم وغصے میں اضافہ نہیں کرتا ہے۔اس سے اس بات کی نشاندہی ہوئی کہ بعض اوقات یہ عدم تشدد پسند کارکنوں کے لئے معاون ماحول اور حملہ آور سے عوامی بیزاری کے لئے رائے ہموار نہیں کرتا(۲۸)۔اس سے مارٹن نے اندازہ لگایا کہ تشدد کرنے والوں نے عوامی رد عمل اور سیاسی جیو جتسو کے اثر کو کم کرنے کے لئے کسی تکنیک کا استعمال کیا ہوگا۔اس کے نتیجے میں اس نے وہ طریقے متعارف کروائے جو حملہ آور عوامی رد عمل کو کم کرنے کے لئے عموما استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے نمایاں خصوصیات کا حامل "بیک فائر" کا تصوراتی خاکہ متعارف کروایا جس پر شارپ کے عملی نظریاتی طریقوں نے بات نہیں کی تھی(۲۹)۔

مزید برآں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ بیک فائر(Back Fire)میں سیاسی جیو۔جتسو سے مماثلت رکھنے والی خصوصیات موجود ہیں جو حملہ آوروں کو عوام کے سامنے ظالم کے طور پر پیش کرتی ہیں۔اس طرح اگر بیک فائر(Back Fire)کو سیاسی جیو۔جتسو کی توسیع سمجھا جائے تو غلط نہ ہوگا(۳۰)۔سیاسی جیو۔جِتسو کی طرح بیک فائر(Back Fire) بھی کسی ناانصافی پر رد عمل ہوتا ہے۔آخر میں بیک فائر(Back

Fire) کو سیاسی جیو جتسو سے ایک چیز مختلف بناتی ہے اور وہ ایک "تکنیک" ہے جو عوامی غصے کو ختم یا بالکل کم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ عوامی غم و غصے کو بڑھانے یا کم کرنے کے ان طریقوں کو ہی بیک فائر (Back Fire) کی حکمت عملی کا نام دیا گیا ہے جو سیاسی جیو۔جتسو کے اثر کو وسعت دینے یا کم کرنے میں موثر کردار ادا کرتی ہے (۳۱)۔

پاکستان میں عدم تشدد کی تحاریک

۱۹۴۷ء سے آج تک پاکستان میں بہت سی عدم تشدد تحاریک نے جنم لیا ہے۔(۳۲) یہاں کراچی کو پاکستان کے دار لحکومت کا درجہ دینے کے حق میں قیام پاکستان کے فوراً بعد کے دوران بہت منظم قسم کے جلوس، احتجاج اور ہڑتالیں کی گئیں۔(۳۳) عدم تشدد کے عمل کو اپناتے ہوئے سندھ کے عوام نے وفاقی حکومت کے کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کے فیصلے کی شدید مخالفت کی۔ ۱۹۵۴ء میں بھی سندھ کے عوام نے پُرامن طریقے سے سخت رد عمل کا اظہار کیا تھا، جب سندھ، بلوچستان، صوبہ سرحد (اب خیبر پختونخوا) اور پنجاب کو آپس میں ضم کر کے مغربی پاکستان کو ایک حصے کا درجہ دے کر اسے ون یونٹ کا نام دیا گیا تھا۔(۳۴) البتہ ون یونٹ مخالف تحریک گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے میں ناکام رہی کہ گورنمنٹ اپنے اس فیصلے کو منسوخ کر دے۔اس کے علاوہ جنرل ایوب خان کی فوجی حکومت کے خلاف پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ کے نام سے ایک عدم تشدد کی تحریک شروع کی گئی تھی۔(۳۵)

ایک اور عدم تشدد کی تحریک ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے خلاف پاکستان نیشنل الائینس کے نام سے مخالف جماعتوں کے اتحاد نے چلائی۔(۳۶) اسی طرح 'کراچی بچاؤ تحریک'، ون یونٹ مخالف تحریک، پاکستان ڈیموکریٹک الائینس، پاکستان نیشنل الائینس اور ایم-آر-ڈی (موومینٹ فار ریسٹورنشن آف ڈیموکریسی) جیسی تمام تحاریک نے عدم تشدد پر مبنی جدوجہد کو اپنایا تھا۔ان تمام مندرجہ بالا تحاریک نے اپنے اغراض و مقاصد حاصل کرنے کے لئے عدم تشدد کے عمل کو استعمال کیا۔

کراچی کی سندھ سے علیحدگی پر عوامی رد عمل

۱۹۴۷ء میں حکومت پاکستان نے کراچی کو صوبہ سندھ سے الگ کر کے اسے وفاق میں شامل کرنے کا اعلان کیا۔(۳۷) سندھ کے عوام نے اس فیصلے کو ایک بڑی ناانصافی کے طور پر لیا اور کراچی کی علیحدگی پر سخت

رد عمل کا اظہار کیا۔(۳۸) ڈیوڈ ھییس اور مارٹن ایسے عوامی رد عمل کو جو ناانصافی کے احساس سے عوام میں ابھرتا ہے، کو بیک فائر(Back Fire) کانام دیتے ہیں۔(۳۹) اس کے علاوہ جابرانہ اقدام بھی عوام کو بیک فائر(Back Fire) کی طرف لے جاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ لوگوں نے ایک ایسے جابرانہ عمل پر اپنے رد عمل کا اظہار کیا جو ان کی نظر میں ظاہری ناانصافی تھی۔ البتہ حکومت اس پر امن احتجاج کو ناکارہ بنانے کے لئے پر عزم تھی۔

سیاسی کارکنان نے حکومت کے اس فیصلے کے خلاف غیر مسلح جد وجہد کا آغاز کر دیا۔ صوبائی حکومت نے بھی صوبے کے سب سے بڑے شہر کی علیحدگی کے معاملے میں وفاق کا کوئی ساتھ نہ دیا۔ اس امر کو واضح کرنے کی ضرورت ہے کہ وفاقی حکومت اس معاملے میں صوبائی حکومت کو بھی اعتماد میں نہیں لیا تھا۔(۴۰) مسلم لیگ سندھ نے حکومت کے اس منصوبے کو مسترد کر دیا اور وفاقی حکومت سے فوراً اس فیصلے کی منسوخی کا مطالبہ کیا۔(۴۱) اس فیصلے کی بھرپور مخالفت کے باوجود وفاقی حکومت نے سیاسی اور علاقائی تشویش کو نظر انداز کرتے ہوئے اسی منصوبے پر قائم رہنے کا اعادہ کیا۔(۴۲)

مرکزی دھارے میں شامل سندھ پروگریسو مسلم لیگ کے سیاسی رہنماؤں نے حکومت کی اس حکمت عملی کے خلاف بھرپور احتجاج کیا۔(۴۳) رسول بخش پلیجو اور دوسرے قوم پرست رہنماؤں نے کراچی کو دو حصوں میں تقسیم ہونے سے بچانے کے لئے احتجاج کیا(۴۴)۔ سندھ کے اس وقت کے وزیر اعلیٰ محمد ایوب کھوڑو نے بھی کراچی کو وفاق میں ضم کرنے کی مخالفت کی۔ نتیجتاً اُن کو وفاقی حکومت کی پالیسیوں کو نہ ماننے کی پاداش میں وزیر اعلی کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔(۴۵) جیسا کہ کھوڑو کو صوبائی اسمبلی میں اکثریت حاصل تھی لیکن پھر بھی ان کی حکومت کو تحلیل کر دیا گیا۔ اس حکومتی عمل سے صوبے میں بیگانگی کا احساس اور بڑھ گیا۔ غلام مرتضیٰ سید، رسول بخش پلیجو، سوبھو گیانچندانی اور حیدر بخش جتوئی جیسے قوم پرست رہنماؤں نے حکومت کو یہ فیصلہ واپس لینے پر مجبور کرنے کے لئے غیر مسلح جدوجہد شروع کر دی۔(۴۶)

سندھ پروگریسو مسلم لیگ اور سندھ عوامی محاذ جیسی علاقائی پارٹیوں نے سندھ کی تقسیم کے خلاف آواز بلند کی۔ صوبائی اسمبلی نے ۲ فروری ۱۹۴۸ء کو اس تقسیم کے خلاف متفقہ طور پر قرارداد منظور کر لی۔ 'کراچی بچاؤ تحریک' کے تمام رہنما سندھ کی تقسیم کو رکوانے کے لئے عدم تشدد احتجاج کرنے پر کمربستہ تھے۔ بالاخر

عدم تشدد پر یقین رکھتے ہوئے کارکنان نے حکومت کے خلاف سندھ میں احتجاج کیا۔ غلام مرتضیٰ سید اور ان کی پارٹی کے کارکنان اپنی جدوجہد میں عدم تشدد کی حکمت عملی پر گامزن تھے۔ (۴۷) اس کے نتیجے میں حکومت نے عدم تشدد کی اس تحریک کا جواب نہایت سختی سے دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سید اور پارٹی کے اہم کارکنان جو حکومت کی اس پالیسی کی مخالفت کر رہے تھے، گرفتار کر لیا۔ (۴۸) اتنی بڑی تعداد میں گرفتاریوں کے باوجود سندھ پروگریسو مسلم لیگ اور سندھ عوامی محاذ اور دیگر پارٹیاں کراچی کی تقسیم کے خلاف ڈٹی رہیں۔

سندھ ہاری کمیٹی نے بھی حکومت کے اس فیصلے کے خلاف ان تنظیموں کا ساتھ دیا۔ (۴۹) سندھ ہاری کمیٹی نے ۳۰ مئی، ۱۹۴۸ء کو ضلع لاڑکانہ کی تحصیل رتوڈیرو میں ایک کسان کانفرنس منعقد کی۔ (۵۰) اسی کانفرنس کے دوران کانفرنس کمیٹی نے متفقہ طور پر حیدر بخش جتوئی کو ہاری کمیٹی کا صدر منتخب کر لیا۔ (۵۱) اس کے علاوہ سندھ ہاری کمیٹی نے سندھ کی تقسیم کے خلاف اسی کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کی۔ (۵۲) جین شارپ کوئی ایک خاص دن منانے کو عدم تشدد تحریک کا ایک موثر طریقہ سمجھتے ہیں۔ اس عمل سے حکومت پر دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ (۵۳) عدم تشدد تحریک کے کارکنان اکثر حکومت کو معیوب حالات کی طرف دھکیلنے کے لئے یوم سیاہ اور اس طرح کے خاص دن مناتے ہیں۔ 'کراچی بچاؤ تحریک' میں بھی رہنماؤں نے کراچی ڈے منانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے بعد کراچی بچاؤ تحریک کے پرامن کارکنان نے ۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو کامیابی سے کراچی کا دن منایا۔ (۵۴) یہ دن منانے کا مقصد لوگوں کی توجہ اس مسئلے کی طرف بٹانا اور حکومت پر دباؤ بڑھانا تھا۔

وزیر اعلیٰ سندھ ایوب کھوڑو نے کراچی کی اس تقسیم کی مخالفت کی اور اسی وجہ سے انہیں عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ (۵۵) پاکستان کے پہلے وزیر اعظم خان لیاقت علی خان کراچی کی اس تقسیم کے سب سے بڑے حامی تھے اور انہوں نے ہی محمد علی جناح اور مرکزی اسمبلی کے ارکان کو اس معاملے پر آمادہ کیا (۵۶)۔ آخر کار جناح نے خاص ہنگامی اختیارات جو گورنمنٹ آف انڈین ایکٹ ۱۹۳۵ء کے سیکشن (۵) ۵۱ اور ترمیم شدہ پاکستان پروو جنل آرڈر ۱۹۴۷ء میں موجود تھے، کے تحت گورنر کو اختیارات تفویض کر کے کھوڑو کو عہدے سے ہٹوا دیا۔ (۵۷) بلآخر عدم تشدد پر مبنی کراچی بچاؤ تحریک ناکام ہو گئی اور ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء کو کراچی کو سندھ سے الگ کر کے اسے وفاقی علاقے کا درجہ دے دیا گیا۔ (۵۸)

'کراچی بچاؤ تحریک' پاکستان کی پہلی نظریہ عدم تشدد کی حکمت عملی کی پیروی کرنے والی تحریک تھی

جس میں شارپ کے کچھ تجویز کردہ طریقوں کو اپنایا گیا تھا۔(۵۹) یہ ایک الگ امر ہے کہ کراچی کو علیحدگی سے بچانے والی اس پرامن تحریک میں بہت ہی کم درجے کی مزاحمت، توسیع اور بقاء کی صلاحیت تھی لیکن پھر بھی یہ تحریک وفاقی گورنمنٹ پر دباؤ بڑھانے میں کامیاب رہی۔ سندھ کے عوام نے اس پُرامن جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ البتہ یہ پہلی پُرامن تحریک زیادہ عرصہ تک اپنے وجود کو قائم نہ رکھ پانے کی وجہ سے علیحدگی کے فیصلے کو کالعدم کروانے والا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔(۶۰)

کراچی بچاؤ تحریک پر پولیٹیکل جیو۔جتسو کی توسیع کے طور پر بیک فائر(Back Fire) کا عمل

شارپ کے مجوزہ ۱۹۸ عدم تشدد کے طریقوں کی روشنی میں کراچی بچاؤ تحریک پرامن جدوجہد اور عدم تشدد کی حکمت عملی پر عمل پیرا تھی۔(۶۱) فوجی حکومتیں عام طور پر تحاریک کو منتشر کرنے کے لئے بیک فائر(Back Fire) کے طریقوں کا استعمال کرتی ہیں جبکہ مظاہرہ کرنے والے رہنما ڈکٹیٹر کے ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بیک فائر(Back Fire) کا ہی طریقہ استعمال کرتے ہیں۔(۶۲) اس معاملے میں، دیکھنا یہ ہے کہ حکومت نے کس طرح عوامی غم وغصے کو ختم کرنے کے لئے کام کیا اور ملک میں شروع ہونے والی کراچی بچاؤ تحریک کو کس طرح کنٹرول کیا۔ بنیادی نقطہ یہ ہے کہ کراچی بچاؤ تحریک کی جدوجہد کو سامنے رکھتے ہوئے عدم تشدد کے عمل اور تھیوری کے درمیان تعلق معلوم کرنا ہے۔

سیاستدان اور علاقائی رہنما کراچی کو صوبہ سندھ سے علیحدگی کے حکومتی فیصلے کو منسوخ کرنے کے لئے احتجاج کر رہے تھے۔ غیر آئینی حکومتیں یا آمر عام طور پر عدم تشدد پسند کارکنوں کو انتشار پھیلانے والے افراد کے طور پر پیش کرتے ہوئے اپنی غیر آئینی پالیسیوں کو قانونی حیثیت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح کراچی بچاؤ تحریک کے عدم تشدد پر یقین رکھنے والے کارکنان جیسا کہ حیدر بخش جتوئی، جی۔ایم سید، سوبھو گیانچندانی اور دیگر رہنماؤں پر ملک میں انتشار پھیلانے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔(۶۳) بعدازاں تحریک کے مرکزی رہنماؤں کو گرفتار کرلیا گیا اور ان کے خلاف حزب اختلاف کو دبانے کے لئے چارج شیٹ دائر کی گئیں۔ جتوئی پر کراچی کی علیحدگی کے خلاف کتابچہ لکھنے کا الزام عائد کیا گیا تھا۔(۶۴) اس معاملے میں حکومت نے بیک فائر(Back Fire) کے طریقے کو موثر انداز میں استعمال کیا۔ جس میں تقریب کی نشر و تشہیر،

امداف کی قدر میں کمی اور ساتھ ساتھ کراچی بچاؤ تحریک کے کارکنان کو مختلف طریقوں سے دھمکانا شامل تھا۔ سخت اقدامات کے باوجود سندھی ادبی طبقے نے حکومت کے خلاف شاعری، کہانیاں اور تحاریر کی صورت میں کراچی بچاؤ تحریک کے حق میں آواز بلند کی۔

حاصلِ کلام

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان میں پرامن تحریک کی تاریخی ابتداء 'کراچی بچاؤ تحریک' سے ہوتی ہے جس میں سندھ کے عوام نے کراچی کی علیحدگی کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی حکومت کے خلاف پرامن تحریک کا آغاز کیا۔(٦٦) علاوہ ازیں صوبہ سندھ کی عوام نے کراچی کی سندھ سے علیحدگی کے فیصلے کو ایک ناانصافی کے طور پر لیا۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس عمل کو ناانصافی سے تعبیر کرتے ہوئے غم وغصے کا اظہار کیا جو کہ پُرامن جدوجہد کے نظریئے اور مشق کے درمیان تعلق کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔ مزید یہ کہ وفاقی حکومت کے کراچی کو سندھ سے الگ کرنے کے فیصلے نے سندھ کے عوام کو احساس محرومی کی طرف دھکیل دیا۔ گو کراچی بچاؤ تحریک اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہی لیکن پھر بھی اس تحریک نے عوام میں کسی ناانصافی کے خلاف کھڑے ہونے کا حوصلہ پیدا کر دیا۔ کراچی بچاؤ تحریک بنیادی طور پر عدم تشدد پر عمل پیرا جدوجہد تھی مگر یہ تحریک ایک ناگزیر تسلسل قائم کرنے میں ناکام رہی جس سے شاندار نتائج حاصل کئے جاتے۔

حوالہ جات

۱۔ کلیرنس ایم کیس (Clarence M. Case)، Non-Violent Coercion: A Study in Methods of Social Pressure (نیویارک، سینچری کو، ۱۹۲۳) ص ۷۔

۲۔ جین شارپ (Gene Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، (بوسٹن، پوٹر سارجنٹ پبلیکیشن، ۱۹۷۳) ص ۱۳۶۔

۳۔ جین شارپ (Gene Sharp)، Social Power and Politics Freedom، (بوسٹن، پوٹر سارجنٹ پبلیکیش، ۱۹۸۰) ص ۴۸۔

۴۔ شارپ (Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۱۳۶۔

۵۔ برائن مارٹن (Brian Martin)، Non-Violence Unbound، (سوئیڈن، ایرینی پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۵) ص ٦۔

٦۔ کلیرنس (Clarence)، Non-Violent Coercion: A Study in Methods of Social Pressure، ص ۹۔

۷۔ برائن مارٹن (Brian Martin)، "Iraq Attack Backfire" Economic and Political Weekly, جلد ۳۹ شمارہ ۱۶، اپریل ۲۰۰۴، ص ۱۵۸۳–۱۵۷۷۔

۸۔ برائن مارٹن اور آئن مورے (Brain Martin & Iain Murray)، "The Parkin Backfire" Social Alternatives, جلد ۲۴، شمارہ نمبر ۰۳، تھرڈ کواٹرلی: ۲۰۰۵، ص ۴۹-۷۰۔

۹۔ برائن مارٹن (Brian Martin)، "Researching Non-Violent Action : Past Themes and Future Possibilities" Journal of Peace and Change, جلد ۳۰ شمارہ نمبر ۰۲، اپریل ۲۰۰۵، ص ۲۴۷–۲۷۰۔

۱۰۔ شارپ (Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۵۷۱۔

۱۱۔ مارٹن (Brian Martin)، "Researching Non-Violent Action : Past Themes and Future Possibilities"، ص ۲۴۷–۲۷۰۔

۱۲۔ شارپ (Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۵۷۳۔

۱۳۔ برائن مارٹن (Brain Martin)، Backfire Manual : Tactics against Injustice, (سوئیڈن، ایرینی پبلیشنگ ہاؤس، ۲۰۱۲) ص ۷۔

۱۴۔ مارٹن (Martin)، Non-Violence Unbound، ص ۳۔

۱۵۔ رچرڈ گریگ (Richard B. Gregg)، The Power of Non-Violence (نیویارک: اسکوکن، ۱۹۹۶) ص ۴۰۔

۱۶۔ شارپ (Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۱۳۴۔

۱۷۔ جین شارپ (Gene Sharp)، Gandhi as Political Strategist: with Essays on Ethics and Politics, (بوسٹن: پورٹر سارجنٹ پبلشر، ۱۹۷۹) ص ۱۱۵۔

۱۸۔ مارٹن (Martin)، Non-Violence Unbound، ص ۱۵۔

۱۹۔ مارٹن (Martin)، "Researching Non-Violent Action : Past Themes and Future Possibilities"، ص ۲۴۷–۲۷۰۔

۲۰۔ مارٹن (Martin)، Backfire Manual : Tactics against Injustice, ص ۲۷۔

۲۱۔ مارٹن (Martin)، Non-Violence Unbound، ص ۱۷۔

۲۲۔ مارٹن (Martin)، Backfire Manual : Tactics against Injustice, ص 29۔

۲۳۔ مارٹن (Martin)، "Iraq Attack Backfire" ص ۱۵۸۳–۱۵۷۷۔

۲۴۔ مارٹن (Martin)، "Researching Non-Violent Action : Past Themes and Future Possibilities"، ص ۲۴۷–۲۷۰۔

۲۵۔ مارٹن (Martin)، Non-Violence Unbound، ص ۳۰۔

۲۶۔ مارٹن اور مورے (Martin & Murray)، "The Parkin Backfire" ص ۴۹-۷۰۔

۲۷۔ مارٹن (Martin)، "Iraq Attack Backfire" ص ۱۵۸۳–۱۵۷۷۔

۲۸۔ مارٹن(Martin)، "Researching Non-Violent Action : Past Themes and Future Possibilities"، ص۲۴۷–۲۷۰۔
۲۹۔ مارٹن اور مورے(Martin & Murray)، "The Parkin Backfire" ص۴۹-۷۰۔
۳۰۔ مارٹن(Martin)، Non-Violence Unbound، ص۱۷۔
۳۱۔ مارٹن اور مورے(Martin & Murray)، "The Parkin Backfire" ص۴۹-۷۰۔
۳۲۔ برائن مارٹن (Brain Martin)، "The Beating of Rodney King: The Dynamics of Backfire", Critical Criminology, جلد۱۸، شمارہ نمبر۰۳، ص۱۲۸–۱۳۹۔
۳۳۔ قمر بھٹی، سندھین تے ظلم کیسیتائیں، (لاڑکانہ، اٹل سندھی پبلیشرس، ۱۹۹۱) ص ۴۱۔
۳۴۔ عاشق حسین سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، (لاڑکانہ: لب دریاہز ٹوریکل سوسائٹی، ۲۰۰۷)، ص ۳۱–۳۰۔
۳۵۔ رضوان ملک(Rizwan Malik)، The Politics of One Unit 1955 -1958, (لاہور: پاکستان اسٹڈی سینٹر، یونیورسٹی آف پنجاب، ۱۹۸۸)، ص ۵۰۔
۳۶۔ آئن ٹالبوٹ (Ian Talbot)، Pakistan: A Modern History, (لندن: ہرسٹ اینڈ کمپنی، ۱۹۸۸)، ص۱۱۷۔
۳۷۔ لارینس زائرنگ (Lawrence Ziring)، Pakistan at Cross Currents of History (لاہور: وین گارڈ بکس، ۲۰۰۴)، ص۱۷۹۔
۳۸۔ جیمس وین برانڈٹ (James Wyn Brandt)، A Brief History of Pakistan, (نیویارک، امپرنٹ آف انفوبیس پبلشنگ، ۲۰۰۹) ص ۱۶۲۔
۳۹۔ امیر علی چانڈیو (Amir Ali Chandio)، The Politics of Sindh under Zia Government: An Analysis of Nationalists VS Federalist Orientation, (ملتان، ڈپارٹمنٹ آف پولیٹکل سائنس اینڈ انٹرنیشنل ریلیشنز، بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی، ان پبلشڈ تھیسس: ۲۰۰۹) ص ۳۔
۴۰۔ برائن مارٹن اور ڈیوڈ ہیس(Brain Martin & David Hess)، "Repression, Backfire and the Theory of Transformative Events" Mobilization, جلد۱۱، شمارہ نمبر ۰۱، جون ۲۰۰۶، ص۲۴۷-۲۴۹۔
۴۱۔ وی۔ ایف۔ آگیف، سندھ تحریک کے آئینے میں (کراچی: دانیال پریس، ۱۹۸۹)، ص ۳۵۔
۴۲۔ غلام مرتضیٰ سید، آزادی چھوائیں چھالائے (سن، جی ایم سید اکیڈمی، ۱۹۶۴)۔
۴۳۔ بھٹی، سندھین تے ظلم کیسیتائیں، ص ۴۵۔
۴۴۔ سندھ پروگریسو مسلم لیگ غلام مرتضیٰ سید نے پارٹیشن سے پہلے کے دور میں بنائی اور بعد میں سید نے اسی پارٹی کی طرف سے ۱۹۴۶ء میں الیکشن بھی لڑا۔ گو کہ وہ ہار گئے تھے لیکن انہوں نے الیکشن ٹریبونل میں انتخابی نتائج کو چیلنج کر دیا جس کا

نتیجہ پارٹیشن کے بعد ۱۹۴۹ءمیں ان کے حق میں آیا۔

۴۵۔ بابر علی(Babar Ali)، Political Forces in Sind: Regional Imbalance and the National Questions in Pakistan,(لاہور: وینگارڈ بوکس، ۱۹۹۲)، ص ۴۵۔

۴۶۔ غلام مرتضیٰ سید (Ghulam Murtaza Syed)، The Case of Sindh,(کراچی: نعیم سندھ اکیڈمی، ۱۹۹۵)، ص ۱۳۱۔

۴۷۔ چانڈیو(Chandio)، The Politics of Sindh under Zia Government: An Analysis of Nationalists VS Federalist Orientation, ص54۔

۴۸۔ عاشق حسین سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، ص ۳۱—۳۰۔

۴۹۔ آزاد قاضی، جی۔ایم۔سید، جدوجہد ائیں نیشنلزم (کراچی، جی ایم سید لٹرری سوسائیٹی، ۱۹۹۶) ص ۱۱۲۔

۵۰۔ قاضی، جی۔ایم۔سید، جدوجہد ائیں نیشنلزم ص ۳۶۔

۵۱۔ بھٹی، سندھین تے ظلم کیسیتائیں، ص ۶۸۔

۵۲۔ فضل سلیمان قاضی، صوبائی خودمختاری ائیں مرکزی سیاست (کراچی: سندھ ادبی اکیڈمی، ۲۰۰۰)، ص ۵۴۔

۵۳۔ سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، ص ۳۶۔

۵۴۔ چانڈیو(Chandio)، The Politics of Sindh under Zia Government: An Analysis of Nationalists VS Federalist Orientation, ص ۷۹۔

۵۵۔ غلام مرتضیٰ سید، نئیں سندھ لائے جدوجہد (کنڈیارو: روشنی پبلیکیشن، ۱۹۸۹)۔

۵۶۔ شارپ(Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۴۳۔

۵۷۔ حمیدہ کھوڑو(Hameeda Khuhro)، Muhammad Ayoob Khuhro: Life of Courage in Politics,(کراچی: فیروزسنز، ۱۹۹۸)، ص ۴۹۶۔

۵۸۔ کھوڑو(Khuhro)، Muhammad Ayoob Khuhro: Life of Courage in Politics, ص ۴۹۷۔

۵۹۔ چانڈیو(Chandio)، The Politics of Sindh under Zia Government: An Analysis of Nationalists VS Federalist Orientation, ص ۱۳۔

۶۰۔ حامد خان (Hamid Khan)، Constitutional and Political History of Pakistan,(کراچی، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۲۰۰۵) ص ۱۷۴۔

۶۱۔ سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، ص ۳۸۔

۶۲۔ شارپ(Sharp)، The Politics of Non-Violent Action، ص ۳۲۵۔

۶۳۔ غلام مرتضیٰ سید، نئیں سندھ لائے جدوجہد (کنڈیارو، روشنی پبلیکیشن، ۱۹۸۹) ص ۸۵۔

۶۴۔ سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، ص ۴۲۔

۶۵۔ مارٹن(Martin)، Backfire Manual : Tactics against Injustice, ص 29۔

۶۶۔ سولنگی، سندھ ہاری کمیٹی: تاریخ ائیں جدوجہد، ص ۳۱-۳۲۔